ویلنٹائن
مردار تہذیب کی دستک

تحریر: ابن علی

کبھی ہم مغرب سے کہتے تھے 'تمہاری تہذیب آپ اپنے خنجر سے خود کشی کرے گی'۔ مگر واضح یہ ہوتا ہے کہ... وہ ہمیں ساتھ لیے بغیر مرنے والے نہیں، اور ہم ان کے بغیر جینے کے روادار نہیں!

یہ موت کب سے ہمارے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔ 'کلچرل گلوبلائزیشن' کی حالیہ رفتار سے اگر آپ واقف ہیں، تو ہرگز بعید مت جانئے کہ ہم جنس پرست homosexual بن مانس اور بجو کل آپکی اِن گلیوں میں پھٹی ہوئی جینوں کے ساتھ جلوس نکالتے پھریں... بد فعلی پہ ناک بھوں چڑھانے پر آپکو اور آپکے آباؤ اجداد کو بد تہذیبی کے طعنے دیں... اور 'تہذیب' کا یہ آخری گھونٹ زبردستی آپکے حلق سے اتارنے کی کوشش کریں!

باؤلا جس کو کاٹ لے، باؤلا کر دے۔ ایک نہایت کالی، باؤلی آندھی اب ہر ملک کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔ لبرلسٹ، سیکولر، جدت پسند سب اپنا اپنا کام کریں گے اور تاریخ کے اِس فسادِ عظیم کا راستہ صاف کر کے رخصت ہوں گے۔ پیچھے، پیکیج ایک ہے؛ اور ہر کسی کو یہ لینا ہے؛ اِس پیکیج کے حصے کرنا ممکن نہیں!!!

'سرخ سویرا' بیت چکا، اب وہ سب بھاڑے کے لکھاری، ادیب، دانشور، اینکر، گویے، بھانڈ، ڈھولچی اِس 'کالے سویرے' کے بگل بردار ہیں۔

حضرات! اِس کالی آندھی کے مقابلے پر نہیں اٹھیں گے، تو بجو اور سوؤر آپ کے مال روڈ، لبرٹی اور آپ کے سوک سینٹرز کے آس پاس نکلا ہی چاہتے ہیں۔

ایک جدید بدبو دار مخلوق... جو دن کے وقت مشین ہے اور رات کے وقت حیوان۔ اور حیوان بھی ایسا ویسا نہیں!

این جی اوز حرام کے بچوں کے لیے 'کریڈل' نصب کیے، بڑی دیر سے ان کا راستہ تک رہی ہیں!

ایک سماجی جنگ کا گھمسان؛ جبکہ ہمارے 'صالحین' اپنی نیکی کے نشے میں مست۔

آپ کی شریف زادیوں کے سر کی چادر تو کب کی فسانہ ہوئی، اور خدا بخشے وہ اپنے ساتھ نہ جانے اور کیا کچھ لے گئی.. بس یہ دیکھئے اتنا سا لباس بھی آپ کی اِس آبرو کے تن پر کب تک سلامت ہے۔ 'تعلیم' کا عفریت اور 'ابلاغ' کا بھیڑیا کس فنکاری اور مشاقی کے ساتھ ہم نمازیوں، روزہ داروں، حاجیوں، عبادت گزاروں اور علماء وفضلاء و مبلغین کے زیرِ تماشا ہماری بچی کا لبادہ نوچتا چلا جا رہا ہے۔ کیا ہوا، ہماری بیٹی سر بازار "لباس" اور "روایات" کے بوجھ سے ہلکی ہی تو کی جا رہی ہے...! ہر سال اس فیبرک کے کچھ ہی تند نکالے جاتے ہیں! ہوتے ہوتے بہت اترا پھر بھی 'مغرب جتنا' نہیں! آپ خوامخواہ پریشان ہوتے ہیں؛ وہاں تو آپ کو پتہ ہے...!

خاطر جمع رکھئے؛ سب اُدھر ہی کو جا رہے ہیں۔ ایک دم برہنہ تو نہیں ہوئی ہماری لختِ جگر؛ پورا سو سال لگا 'اتنی سی' برہنہ ہونے میں؛ زبردستی تو نہیں ہوئی! جتنا ہمیں ہضم ہوا اتنا ہوئی! ہاں اب ہمارا 'ہاضمہ' تیز کرنے کی وہ زود اثر خوراکیں جو 'انفرمیشن ریوولیوشن' کی پڑیوں میں ڈال کر ہمیں بیچی جا رہی ہیں اپنا جادو دکھانے لگیں... نہ جانے فری میسن اِس بار اتنی مطمئن کیوں ہے! اپنی شریف زادیوں کی ایک برہنگی ہی کیا، اب تو ویلنٹائن، کنڈوم کلچر، شوقیہ قحبہ گری، 'سیکس ایجوکیشن'، لِزبینز اینڈ گیز lesbians & gays، کنواری ماؤں کو 'قبول' کروانے کی انسانی ہمدردی کی تحریکیں اور نہ جانے کیا کیا ہمیں "ہضم" ہو جانے والا ہے۔ فکر مت کیجئے؛ پیکیج ایک ہے۔ بس یہ تھوڑے دنوں کی بات ہے صاحب! یہ سب متلی جو 'کنواری ماؤں' کا لفظ سن کر آپ کے حلق کو آ پہنچتی ہے، 'پُڑی' کے اثر سے زائل ہو جانے والی ہے! آپ کوئی پہلے 'مریض' تھوڑی ہیں، اس سے پہلے بڑی بڑی قوموں کا کامیاب علاج کیا جا چکا ہے؛ معالج کی مہارت پر شک کرنے والا کوئی احمق جاہل ہی ہو سکتا ہے اور اس پر پردہ ڈالنے والا زندیق منافق... بلکہ ابلیس۔

حضرات خاموشی کب تک؟ اٹھیے۔ بولیے۔ چیخیے... چودہ فروری ناتہذیبی کے مقابلے پر آپ کی تہذیب کا لٹمس ٹیسٹ ہے۔

رونا اس بدکار میڈیا کا نہیں... رونا اس بات کا ہے کہ آج ہماری مسجدوں، منبروں اور محرابوں کو سانپ سونگھ گیا ہے!

ویلنٹائن ڈے تہذیبوں کی جنگ کا ایک اہم ہتھیار

تحریر: آفتاب عزیز

14 فروری کو منائے جانے والے یوم محبت یا ویلنٹائن ڈے کی ابتداء کہاں اور کیوں ہوئی اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ البتہ یہ سب کا ماننا ہے کہ اس کا تعلق بت پرست یونانی یا رومی ادوار سے ہے۔ کہیں اسے یونان کی رومانی دیوی "یونو" (دیوتاؤں کی ملکہ اور عورتوں و شادی بیاہ کی دیوی) کا مقدس دن مانا جاتا ہے، کئی لوگ اسے "کیوپڈ" (محبت کے دیوتا) اور "وینس" (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں جو کیوپڈ کی ماں تھی۔ کہیں اس کے تانے بانے رومیوں کے "لپر کالیا فیسٹیول" سے ملائے جاتے ہیں جو زمین اور عورتوں کی زرخیزی کا دن سمجھا جاتا تھا۔ اس روز روم کی کنواری لڑکیوں کے ناموں کی پرچیاں ایک بڑے مرتبان میں ڈالی جاتیں، جنہیں رومی سورما نکالتے، جس لڑکی کے نام کی پرچی جس سورما کے ہاتھ آتی وہ اس روز اس کی ہوس پوری کرنے پر مجبور ہو جاتی۔ نیز یہ بھی طے ہے کہ کلیسا نے صدیوں تک اس بت پرست حیاباختہ تہوار پر پابندی لگا کر رکھی تھی۔

رائج الوقت ویلنٹائن ڈے کا آغاز پندرویں صدی عیسوی میں اس وقت ہوا جب یورپ "نشاہ ثانیہ" کے عمل سے گزر رہا تھا۔ اسے ایک باقاعدہ تحریک کی شکل فرانس کی شہزادی "پرنسس آف ایزابیل" نے سن 1400ء میں دی۔ جلد ہی یوم محبت مغربی یورپ میں مقبول ہو گیا۔ 1797 میں یوم محبت کے عنوان سے "محبوب کو خطوط لکھنے" کی رسم کا آغاز ہوا۔ جس نے بعد میں ویلنٹائن کارڈ کی شکل اختیار کرلی۔ جو موجودہ وقت میں کرسمس کے بعد سب سے زیادہ کارڈز دینے کا دن بن چکا ہے۔ کارڈز کے علاوہ دیگر تحائف کے اعتبار سے یہ روز کمائی کا بھی ایک بہت اچھا ذریعہ ہے۔

ایک انتہائی دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ یورپ دو صدیوں سے زائد عرصے تک مشرق اور بلاد اسلامیہ پر قابض رہا لیکن اس استعماری دور میں ویلنٹائن ڈے کو مقبوضہ ممالک میں رواج دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی. یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے اختتام تک مغربی یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے علاوہ اس کا وجود دنیا کے دیگر خطوں خصوصاً اسلامی ممالک میں سرے سے نہیں تھا۔ ویلنٹائن ڈے کو مشرقی ممالک خصوصاً اسلامی دنیا میں بیسویں صدی کے آخری عشرے میں فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ جس کی بنیادی وجہ اسلامی دنیا میں بڑھتا ہوا اسلام پسندی کا رجحان تھا۔

امریکہ پر ہونے والے نو گیارہ کے حملوں کے بعد تہذیبوں کی یہ کشمکش ایک کھلی جنگ میں تبدیل ہو گئی۔ جہاں ایک طرف امریکہ اور اسکے مغربی اتحادی ممالک آتش و آہن کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اسلامی دنیا پر حملہ آور ہوئے۔ وہیں اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کے کلچر کے خلاف بھی کھلا اعلان جنگ کر دیا گیا۔ اس جنگ کے حربوں کے طور پر اسلامی شعائر خصوصاً خواتین کے حجاب کو مذاق کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور قران مقدس کی شان میں بار بار گستاخی کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے دلوں سے ان کا احترام کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ شریعت کو ایک پسماندہ اور گھٹن زدہ نظام کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس جنگ کا اصل ہدف یہاں کا خاندانی نظام اور عفت و حیا کا تصور ہے۔ ویلنٹائن ڈے یا یوم محبت کو بھی ہمارے ہاں اسی تہذیبی جنگ میں ایک اہم ہتھیار کے طور پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کے الفاظ اب ہمارے کانوں کے لئے غیر مانوس نہیں رہے۔ صرف اسلام آباد میں کیے گئے ایک سروے میں کم از کم پچاس سے زیادہ خودکشی اور ڈھائی سو سے زیادہ غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کی وجوہات میں ویلنٹائن ڈے کے تحائف کا اہم کردار ہے۔ اگر اس بارے میں کوئی سنجیدہ نوعیت کی تحقیق کی جائے تو ہوش ربا انکشافات سامنے آسکتے ہیں۔

تقسیمِ عام کیلئے ہینڈ بل دستیاب: Rs 60 فی سینکڑہ۔
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ فون:0323-4031624

منشوراتِ ایقاظ
پوسٹ بکس نمبر 10262 لاہور۔ www.eeqaz.co ۔ matbooateeqaz@gmail.com